سوال

(230) سجدہ جاتے ہوئے پہلے ہاتھ رکھنے کی حدیث پر کیا کیا قدحین اور جرحین کی گی ہیں ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سجدہ جاتے ہوئے پہلے ہاتھ رکھنے کی حدیث پر کیا کیا قدحین اور جرحین کی گی ہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

پہلی جرح : یہ حدیث غریب ہے (یعنی : ایک ہی سند سے مروی ہے) ترمذی فرماتے ہیں : ''غریب لانعرفہ من حدیث ابی الزناد الا من ہذا الوجہ،،.

امام بخاری فرماتے ہیں : ''ان محمد بن عبداللہ بن حسن بن علی لایتابع علیہ ، وقال : لاأدری أسمع من ابی الزناد أم لا ؟ .

ج : یہ جرح جرح نہیں ، نہ مضر ہے ۔ اس لیے کہ محمد بن عبداللہ بن حسن ثقہ ہیں (تقریب التہذیب ص : 487) ۔ خلاصہ کتاب الاعتبار ص :44) میں ہے : ''ثقة النسائی،، (تہذیب الکمال فی اسماء الرجال 25/466 ، تہذیب التہذیب 6/225) پس یہ غرابت اور عدم متابعت مضر نہیں رہا۔ امام بخاری کا یہ فرمانا کہ معلوم نہیں ، انہوں نے ابی الزناد سے سنا ہے یا نہیں !؟ یہ بھی کچھ مضر نہیں کیونکہ امام بخاری نے اپنا عدم علم بیان کیا ، اور عدم علم سے عدم شئی لازم نہیں ۔ پس اس سے سماعت کی نفی نہیں ہو سکتی ۔ اگرچہ یہاں روایت بلفظ ''عن ،، وارد ہے ۔ اس لیے کہ مدلس کا عنعنہ مضر ہوتا ہے اور محمد بن عبداللہ مدلس نہیں ۔

دوسری جرح : ''قال الدارقطنی : تفرد بہ الدراوردی عن محمد بن عبداللہ المذکور،، (سنن الدارقطنی 1/346) یعنی : ''اس حدیث کی سند میں الدراوردی محمد بن عبداللہ سے روایت کرنے میں منفرد ہیں ،، اوران کی نسبت خلاصہ کتاب الاعتبار میں ہے : ''ثقة کثیر الحدیث یغلط قونہ البخاری بآخر،، . (تہذیب الکمال 18/187-194 ، وقال فیہ الحافظ ابن حجر العسقلانی : صدوق کان یحدث من کتب غیرہ فیخطئ ، قال النسائی : حدیثہ عن عبداللہ العمری منکر ، ووثقة أیضا مالک یحی ابن معین ، ولم اجد ہذا فی کتاب الاعتبار للحازمی – التقریب ص : 358 ،)

ج : قال المنذری فیما قال الدارقطنی فیہ نظر ، فقد روی نحوہ عبداللہ بن نافع عن محمد بن عبداللہ ، وأخرجہ ابوداؤد والنسائی والترمذی من حدیثیہ ،، (سنن الدارقطنی 1 346) ، یعنی : '' دارقطنی کے اس قول میں (کہ اس کو صرف دراوردی نے محمد بن عبداللہ سے یہ روایت کیا ہے) نظر ہے ، اس لیے دراوردی کے علاوہ اس حدیث کو محمد بن عبداللہ سے نافع نے بھی روایت کی ہے ، اور اس کو ابوداؤد، نسائی اور ترمذی نے روایت کیا ہے (چنانچہ راقم الحروف نے ابوداؤد کی روایت بھی نقل کر دی ہے) ۔

تیسری جرح : من حیث المعنی ہے، وہ یہ ہے ''قال التوربشتی : کیف نہی عن بروک البعیر ثم أمر بوضع الیدین قبل الرکتبین ؟ والبعیر یضع قبل الرجلین!'' یعنی : ''پہلے اونٹ کے بیٹھک سے منع کیا، اورپھر حکم دیا کہ پہلے ہاتھ رکھنا چاہیے۔ حالاں کہ اونٹ بیٹھنے میں پہلے ہاتھ رکھتا ہے،، اسی کے قریب وہ جرح ہے، جسے بعض لوگوں نے یہ تعبیر کیا ہے کہ اول حدیث آخر کے متناقض ہے۔ یا بعض لوگوں نے کہا کہ اس حدیث میں انقلاب ہے۔ اصل میں یوں تھا : ولیضع قبل یدیہ (زادالمعاد1 217).

ج : ملاعلی قاری حنفی اس کے جواب میں فرماتے ہیں : ''والجواب أن الرکبتین من الانسان فی الرجلین، ومن ذوات الأربع فی الیدین،، (مرقاۃالمفاتیح2 325، مرعاۃالمفاتیح 3 217)، یعنی : ''اس کا جواب یہ ہے کہ کہ انسان کے پاؤں میں گھٹنا ہوتا ہے اورچاپایوں کے ہاتھ میں،،۔ خلاصہ یہ کہ انسان کے ہاتھ میں جس ''مفصل،، کو''رفق،، کہتے ہیں، اسی ''مفصل،، کوچارپایوں میں ''رکبہ،، کہتے ہیں۔ پس معنی درست اورٹھیک ہوگیا کہ جس طرح اونٹ بیٹھنے میں اپنا گھٹنا پہلے رکھتا ہے (جواس کے ہاتھ میں ہوتا ہے) ایسا تم مت کرو، بلکہ تم بجائے گھٹنا پہلے رکھنے کے پہلے ہاتھوں کورکھو۔

اوریہ قول ملاعلی قاری کانہایت درست و صحیح ہے کہ (چارپایوں کےاگلے پاؤں میں گھٹنے ہوتے ہیں) اس کی سند میں صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے، جو ہجرت سے تعلق رکھتی ہے۔ جس میں سراقہ بن مالک کاقول منقول ہے : ''ساخت یدافرسی فی الأرض حتی بلغتا الرکبتین،، (بخاری مع الفتح کتاب مناقب الانصارباب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وأصحابہ الی المدینۃ (7/38(3506)

یعنی : ''جب میں آں حضرت ﷺ کے تعاقب میں چلااور آپ ﷺ کے قریب ہوگیا، تو آپ ﷺ نے بدعا کی، اس سے میرے گھوڑے کےاگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ یہاں تک کہ گھٹنوں تک پہنچ گئے،،۔

قال فی عون المعبود(3/249) : ''قلت : إن القول بأن الرکبۃ من ذوات الأربع فی الیدین، یدل علی صحۃ قول سراقۃ بن مالک : ساخت یدافرسی حتی بلغتا الرکبتین فی حدیث الہجرۃ، رواہ البخاری،، یہیں سے اس کا جواب بھی ہوگیا، جوعلامہ ابن قیم نے ''زادالمعاد،،(1 215) میں لکھا ہے کہ کلام سمجھ میں نہیں آتا اورلغت کے خلاف ہے۔ قال فی العون (3/249) : ومن ہہنا ظہرأن القول بأن الرکبۃ فی ذوات الأربع فی الیدین، لیس کلامالایعقل، ولایعرفہ أہل اللغۃ، کماقال العلامۃ ابن القیم فی زادالمعاد(1/225).

انقلاب روایت کاجواب بھی اسی سے ہوگیا کیوں کہ قائلین انقلاب محض عدم تدبر سے انقلاب کے قائل ہوتے تھے۔ اگرتدبرکئے ہوئے تومعنی درست ان کی سمجھ میں آجاتا توانقلاب یاتناقض نہ فرماتے،،۔

اگر یہ کہاجائے کہ انقلاب کی تائیداس روایت سے ہوتی ہے جوابن ابی شیبہ میں مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں : ''عن محمد بن فضیل عن عبداللہ سعید عن جدہ عن أبی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال : إذاسجد أحدکم فلیبدأ برکبتیہ قبل یدیہ ولایبرک بروک الفحل،، (مصنف ابن ابی شیبۃ 1/263، السنن الکبری للبیہقی 2/100) اسی سند سے اس کوابن ابی داوؤدروایت کرتے ہیں۔

ج : اس کا یہ ہے کہ ان دونوں روایتوں میں عبداللہ بن سعید ہیں، جن کی نسبت حاکم جیسے متساہل ''ذاہب الحدیث،، (تہذیب الکمال 15/33 تہذیب التہذیب 5/209)، امام احمدنے ''منکرالحدیث،، ابوزرعہ نے ''ضعیف الحدیث لایوقف منہ علی شئی (الجرح التعدیل 5/71)، اوریحیی بن معین نے ''لایکتب حدیثہ، لیس بشئی،، (تہذیب الکمال 15/33)، لکھا ہے) : جوذراقابل اعتبار نہیں ہے کہ اس سے انقلاب ثابت ہو۔

چوتھی جرح : اس روایت میں اضطراب ہے۔

ج : جرح بھی قابل التفات نہیں، جرح کرنے والے صاحب نے تدبر سے کام نہیں لیا، کیوں کہ محدثین کی اصطلاح میں جواضطراب کی تعریف کی ہے اسے دیکھنا چاہیے کہ وہ معنی یہاں پائے جاتے ہیں یانہیں؟ رہایہ کہنا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دونوں روایتیں آئی ہیں، غلط ہے۔ کیونکہ بسند صحیح حضرت ابوہریرہ سے سجدہ جاتے ہوئے گھٹنے رکھنے کی روایت نہیں آئی ہے کہ اضطراب ثابت ہو۔

اسی طرح مدرج کہنا بھی عدم تدبر پر مبنی ہے، کیونکہ کہ مجرد احتمال سے جوشئی بلادلیل ہو۔ یا محض کسی راوی کے مختصر روایت کرنے سے کسی جملہ کا مدرج ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ اس پر مجھے ایک قصہ یاد آیا، پٹنہ عظیم آباد میں ایک شوق نیموی صاحب حنفیوں کی تائید میں اٹھے تھے، علاوہ چھوٹے چھوٹے رسالے آپ نے ایک بڑی کتاب آثار السنن بھی لکھنا شروع کی تھی، آپ کو صحیحین کی حدیثوں کے رد کرنے کا یہی اضطراب وادراج مل گیا تھا، جس حدیث کو دیکھنا حنفی مذہب کے خلاف ہے، اس کے مختلف الفاظ کو دیکھ کر کہہ کہ یہ حدیث مضطرب ہے، یا یہ جملہ مدرج ہے۔

تیسری بحث: بعض لوگوں نے اس حدیث کی نسبت لکھا کہ: یہ حدیث ابن خزیمہ کی حدیث سے منسوخ ہے: ''عن مصعب بن سعد بن أبي وقاص عن ابیہ قال: کنا نضع الیدین قبل الرکبتین، فأمرناأن نضع الرکبتین قبل الیدین،، (الاعتبار للحازمی 1/328).

ج: علامہ حازمی نے کتاب ''ناسخ منسوخ،، میں تحریر فرمایا ہے کہ: اس کے سند میں مقال ہے (صحیح ابن خزیمہ (628)1 319، سنن الکبری للبیھقی 2 100)، حافظ ابن حجر فتح الباری (2 219) میں تحریر فرماتے ہیں: ''لو صح لکان قاطعا للنزاع، لکنہ من افراد ابراہیم بن اسماعیل بن یحیی بن سلمۃ بن کہیل عن أبیہ، ہما ضعیفان،، یعنی: ''اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو قاطع نزاع ہوجاتی، لیکن اس کی سند میں ابراہیم بن اسماعیل بن یحیی بن سلمہ اوران کے باپ منفرد ہیں، اور وہ دونوں ضعیف ہیں،،۔

اگر کوئی کہے کہ حدیث ابوہریرہ وابن عمر کی وائل بن حجر والی حدیث سے منسوخ ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ: نسخ کےلیے شرط یہ ہے کہ ناسخ اور منسوخ دونوں ایک درجہ کے ہوں، اور ناسخ کا متاخر ہونا متعین ہو، اور یہاں دونوں شرطیں مفقود ہیں:

اولا: تو یہ ہے کہ دونوں ایک درجہ کی نہیں۔ وائل بن حجر کی حدیث مرجوح ہے۔ اوران کی جرحین غیر مدفوع ہیں جیسا کہ ابھی آتا ہے۔

ثانیا: تاریخ معلوم نہیں۔

چوتھی بحث: کیا حضرت ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر کی حدیث (جس میں سجدہ جاتے ہوئے پہلے ہاتھوں کے رکھنے کا حکم ہے اور ابن عمر کا فعل ہے اور وہ آں حضرت ﷺ کا فعل بیان کرتے ہیں) سلف میں معمول بہ تھی، اور اس کے لوگ قائل وعامل تھے یا نہیں؟۔

ج: اس حدیث کے ساتھ معمول ہونا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل (جو سنت کی پابندی میں سخت متشدد تھے) صحیح بخاری سے مذکور ہوچکا اور ابن خزیمہ کی روایت سے یہ بھی مذکور ہوچکا کہ عبداللہ بن عمر نے ایسا کرتے ہوئے آں حضرت ﷺ کو دیکھا تھا۔ امام اوزاعی کہتے ہیں: ''أدرکت الناس یضعون أیدیہم قبل رکبھم،، (عون المعبود 3 50)، یعنی: ''میں نے تمام لوگوں کو ایسے ہی پایا کہ لوگ پہلے سجدہ جاتے ہوئے ہاتھ ہی رکھتے تھے،،۔ ابوبکر بن داؤد کہتے ہیں: ''ہو قول أصحاب الحدیث،، (تذکرۃ الحفاظ 1 23، تحفۃ الاحوذی 2 31) یعنی: ''یہی اہل حدیثوں کا قول ہے،،۔ اگرچہ علامہ ابن القیم نے ''بعض،، کی قید لگائی ہے تاکہ امام شافعی وغیرہ کو مستثنی کریں۔

عون المعبود (3 50) میں ہے: ''وحدیث أبي ہریرۃ یدل علی سنیۃ وضع الیدین قبل الرکبتین، وإلیہ ذہب والازاعی ومالک بن انس وابن حزم فی روایۃ، وقال ابو بکر بن أبي داوٗد: ہذہ سنۃ تفرد بھا اہل المدینۃ ولھم فیہا سندا،، یعنی ابوہریرہ کی یہ حدیث: قبل گھٹنے کے، ہاتھوں کا رکھنا مسنون ہے۔ اس پر دلالت کرتی ہے، اور اسی طرف گئے ہیں اوزاعی، مالک بن انس اور ابن حزم ایک روایت میں، ابن ابی داؤد کہتے ہیں: اہل مدینہ اس سنت کے منفرد ہیں، اس کےلیے ان کے پاس دو سندیں ہیں،، (ایک ابوہریرہ کی اور ابن عمر کی)۔

پانچویں بحث: کیا جو جرحین وائل بن حجر کی حدیث پر ہیں وہ مرفوع ہیں، جس میں ہاتھوت کے پہلے گھٹنے رکھنے کا ذکر ہے۔ ''قال الترمذی: لانعرف أحدا رواہ غیر شریک، وذکرأن ہماما رواہ عن عاصم مرسلا، ولم یذکر وائل بن حجر رضی اللہ عنہ،، (سنن الترمذی (768)2 57)، وقال النسائی: ''لم یقل ہذا عن شریک غیر یزید بن ہارون،،. (السنن الکبری للنسائی 2478)

یعنی: ''ترمذی کہتے ہیں: شریک کے سوا مجھے معلوم نہیں کہ دوسرے نے روایت کی ہو، ہاں ہمام نے البتہ عاصم سے مرسل روایت کی ہے، اور صحابی کو چھوڑ دیا ہے،،۔ امام نسائی

کہتے ہیں : ''شریک سے یزید کے سوا دوسرے سے نہیں روایت کی ہے ،،۔ اور شریک کی نسبت کتب رجال میں ہے : ''لیس بالقوی فیما ینفرد بہ ،، قال البیهقی : ''ہذا حدیث یعد أفرد شریک القاضی ، وإنما تابعہ ہمام مرسلا ، ہکذا ذکرہ البخاری وغیرہ من الحفاظ المتقدمین ، قال فی عون المعبود : وشریک ہذا ہو ابن عبداللہ النخعی القاضی ، وفیہ مقال ، وقد اخرج لہ مسلم فی المتابعۃ ،، (عون المعبود 3 48) ، خلاصہ یہ ہے کہ شریک اس روایت کے ساتھ منفرد ہیں ان کی روایت متابعت کے ساتھ قابل اعتبار ہے اور ان کا مرفوع روایت میں کوئی تابع نہیں ۔ پس مرفوع روایت غیر معتبر ہے ۔

اگر کوئی کہے کہ خطابی نے اس حدیث اس وجہ سے ارجح کہا تھا کہ شاہد انس (معالم السنن 1 525) کی حدیث موجود ہے ۔ اگر شریک کا کوئی متابع نہیں ۔

ج : حضرت انس کی روایت میں علاء بن اسماعیل متفرد ہیں اور مجہول ہیں (1) پس یہ شہادت کالعدم ۔ حاکم فرماتے ہیں ''ہو منکر ،، ، باوجود اس کے حاکم کا یہ فرمانا : ''ہو علی شرطہما ولا أعلم لہ علۃ ،، (2) بالکل تساہل ہے ۔

علامہ ابن القیم نے بایں ہمہ وائل بن حجر کی حدیث کو راجح قرار دیا اور اس کی دس وجہیں بیان فرمائیں (زاد المعاد 1 229 230) ، ہم ضروری خیال کرتے ہیں کہ انہیں نقل کر کے ان کی تنقیح کردیں ۔ اگرچہ امام شوکانی نے اکثر وجوں کا جواب دے کر بعض کو اہل علم کے حوالہ کیا ہے ۔

''لأنہ أثبت من حدیث أبی ہریرۃ ، قالہ الخطابی وغیرہ ،، (4) ''یعنی : ''خطابی وغیرہ نے چوں کہ اثبت کہا ، اس لیے راجح ہے ،، ۔

ج : خطابی کے اثبت وارجح کہنے کی وجہ علاء ابن اسماعیل کی روایت تھی جس کو شاہد قرار دیا تھا ، اس کا حال واضح ہوچکا ۔

(2) حدیث ابوہریرہ مضطرب المتن ہے ۔

ج : اس کا مفصل جواب ہوچکا ۔

(1) ماتقدم من تعلیل البخاری والدارقطنی وغیرہما امام دارقطنی وبخاری نے معلل بتایا ہے ۔

ج : امام بخاری ودارقطنی وغیرہ کی تعلیل کا جواب مفصلاً گذرا ۔

ج : إنہ علی تقدیر ثبوتہ ، قد ادعی فیہ جماعۃ من أہل العلم النسخ ایک جماعت نے اسے منسوخ قرار دیا گیا ہے ۔

ج : نہ تو مجرد دعوی مسموع ہوتا ہے نہ وجہ ترجیح ہوسکتا ہے ، اور نہ وائل بن حجر کی روایت کے منسوخ ہونے کا بھی دعویٰ کیا گیا ہے ۔

(5) انہ الموافق لنہی النبی صلی اللہ علیہ وسلم من البروک کبروک الجمل فی الصلاۃ یعنی : ، وائل بن حجر کی حدیث بروک جمل کے نہی کے موافق ہے ، جس میں حکم ہے وہ کسی طرح ''نہی عن بروک الجمل ،، کے مخالف نہیں کما وضحنا مفصلا ۔

(5) وائل بن حجر کی حدیث عمر بن خطاب ، عبداللہ بن عمر ، عبداللہ ابن مسعود وغیرہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی حدیث کی ترجیح کے چند وجوہ بیان فرمائی ہیں ۔

(1) حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں امر وحکم وقول ہے ۔ اور وائل بن حجر کی حدیث میں حکایت فعل ہے اور وقول فعل پر راجح ہے ، کیونکہ اصول مقرر ہوچکا ہے کہ آپ ﷺ کے قول کا معارض خاص نہیں ہوسکتا ۔

(2) حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں نہی ہے جو محل نظر ہے ۔ یہ خود ایک مرجح مستقبل ہے ۔ بخلاف وائل کی حدیث کے کہ اس میں حکایت محفل ہ ے ۔

یہ مضمون طویل ہوگیا ، نیل الاوطار ، زادا لمعاد ، صحیح البخاری ، فتح الباری ، دارقطنی ، عون المعبود ، تحفۃ الاحوزی اور خلاصہ کتاب الاعتبار وغیرہ سے اخذ کیا گیا ہے ،ناظرین توجہ سے پڑھیں ۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

عبدالسلام مبارکپوری (جریدہ اہل حدیث امرتسر ،7 ربیع الاول 1334ھ 14 جنوری 1915ء) ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 336

محدث فتویٰ